دارالحدیث ہال سے درس حدیث

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

کارزار بدر

اور

حضور اقدسؐ کا تعلق مع اللہ

۲۷ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو دارالحدیث میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا درس بخاری شریف، جسے ٹیپ سے من وعن ضبط کیا گیا۔ اتفاق سے اس درس میں اعلیٰ سرکاری افسران کے ایک گروپ نے بھی شرکت کی جو دارالعلوم میں سہ روزہ تربیتی کورس کے لئے مقیم تھے۔ جسے احقر محمد ابراہیم فانی نے ٹیپ سے قلم بند کیا ادارہ

حدثنی محمد بن عبد اللہ بن حوشب قال حدثنا عبد الوہاب قال حدثنا خالد عن عکرمہ عن ابن عباسؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر اللّٰھم انشدك عھدك ووعدك اللّٰھم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر بیدہ فقال حسبك فخرج وھو یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر۔

آج جس حدیث کو یا جس موقع پر ہم پہنچے ہیں۔ اس میں غزوہ بدر کا واقعہ ذکر کر رہے ہیں۔ غزوہ بدر سے متعلق میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ صحابہؓ نے حضور اقدسؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں۔ ہم دائیں اور بائیں جانب۔ آگے پیچھے چوطرفہ۔ اور اگر ہمیں آپ حکم دیں گے تو مسلمان ہونے کی بنا پر مسلمان کا یہ فرض ہے جب وہ کلمہ پڑھ لے۔ اس نے اپنا مال جان اولاد کنبہ اللہ کے ہاتھ جنت کے بدلے بیچ دیا۔ یہ ہمارا فریضہ ہے۔ آپ برحق پیغمبر ہیں۔ اور ہم آپ کے اوپر ایمان لائے ہیں اور یہ ایمان لانا ایک وعدہ ہے کہ جان کی مال کی اولاد کی قربانی کریں گے۔ اور خداوند کریم نے یہ موقع عطا فرمایا ہے۔ ہمیں آج قربانی کا تو جو ارشاد ہو اللہ کا۔ اس پر ہم عمل کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔

وہ تین سو تیرہ آدمی جو تہی دست اور بے سروسامان تھے۔ بدر کا جو میدان ہے یعنی میدان جنگ کے موقعہ پر سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ کہ حضورؐ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان ٹیلوں پر جو ٹیلہ اونچا ہے اس کے اوپر آپ کے لئے چھپر بنا دیں۔ آپ اس ٹیلے پر تشریف فرما ہوں گے اور آپ کے لئے گویا قیام گاہ ہوگی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

ایک اونچا ٹیلہ وہاں بدر میں جو تھا اس کے اوپر صحابہ کرامؓ نے ایک چھپر سا بنا دیا۔ کھجوروں کے پتوں اور ٹہنیوں سے اس چھپر کو بنایا۔ حضور اقدسؐ اس چھپر میں اوپر تشریف رکھتے تھے۔ اور نیچے میدان جنگ میں جو جہاد میں مشغول ہیں اور جو کچھ واقعات ہو رہے تھے وہ ان کو اس ٹیلے سے نظر آ رہے تھے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی فرمائی کہ فلاں یہاں پر رہے گا۔ فلاں وہاں۔ ابوبکر صدیقؓ یہاں رہے گا اور حضرت عمرؓ یہاں رہے گا۔ اور علی رضی اللہ عنہ یہاں رہے گا۔ سعد بن معاذ یہاں رہے گا۔ جیسا کہ ایک محاذ جنگ میں ہوتا ہے تو اس محاذ میں سب کو جگہیں مقرر فرمائیں۔

تو حضورؐ صف بندی بھی ٹھیک کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ یہاں عتبہ ہلاک ہوگا۔ یہاں شیبہ ہلاک ہوگا۔ یہاں جو ہے ولید بن عقبہ وہ ہلاک ہوگا۔ یہاں ابوجہل ہلاک ہوگا۔ یہاں فلانا ہلاک ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں انگلی رکھی تھی کہ یہاں ابوجہل ہلاک ہوگا۔ یہاں عتبہ مثلاً ہلاک ہوگا۔ واللہ اس سے ذرہ برابر ایک انچ بھی خلاف نہیں ہوا۔ اور وہ وہیں قتل ہوا۔ لڑائی کل کو ہو رہی ہے اور آج حضور اقدسؐ نے ان کو یہ بتا دیا، خوشخبری سنا دی۔ کہ دشمن کے جو سردار ہیں وہ یہاں یہاں قتل ہوں گے۔ لیکن وہ جیسے کہتے ہیں۔ مریض کے لئے دوائی بھی ہونی چاہئے۔ اور دعا بھی۔ ہم دوا و ہم دعا۔ تو حضور تو خود کمان فرما رہے ہیں۔ سب کی نگرانی جہاں سے ہو سکتی ہو مثلاً اکوڑہ سے لے کر سٹیشن تک شیدو تک محاذ جنگ ہے۔ تو وہ حضورؐ کے سامنے ہے اور معائنہ فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ دشمن نفری میں ایک ہزار تھے اور مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ دشمن مسلح ہے۔ تام السلاح۔ سر سے لے کر پاؤں تک ہر ایک کافر مسلح۔ زرہ ان کے پاس ہے۔ تلواریں ان کے پاس ہیں۔ نیزے ان کے پاس ہیں۔ کمان ان کے پاس ہیں۔ تیر ان کے پاس ہیں۔ اس زمانے کا جو جنگی ہتھیار تھا وہ سب کا سب موجود ہے۔ اور ابوجہل ان کا کمان کر رہا تھا۔

حضور اقدسؐ نے دیکھا کہ میرے ساتھی جو ہیں تین سو تیرہ میں صرف آٹھ آدمیوں کے پاس تلوار ہے۔ سات آدمیوں کے پاس کمان ہیں۔ دو آدمیوں کے پاس گھوڑے ہیں۔ بس۔ اور وہاں سب کے پاس سامان جنگ اور گھوڑے مسلح موجود ہیں۔ تو اب ظاہر بات ہے کہ ایسے وقت میں پریشان ہو جانا یہ طبعی امر ہے تو اب

ساتھیوں کے متعلق کہ میرے ساتھی یا اللہ تہی دست ہیں اور ایسا نہ ہو کہ کہیں یہ مغلوب نہ ہو جائیں۔ تو حضور اقدسؐ نے صف بندی فرمائی۔ مورچہ بندی جس کو کہتے ہیں۔ کمانڈر ہیں جس جس جگہ پر ڈیوٹی لگائی تھی لگا دی کہ مثلاً تم اس پُل کے پاس رہو گے۔ تم اس سرحد کے پاس رہو گے تم اس دروازے کے پاس رہو گے۔ ہر ایک کے لئے جگہ اور آدمی متعین کر دیئے۔ اور ہیں تہی دست۔ حضور اقدسؐ چھپر جو ٹیلے پر تھا خیمہ وہ خیمہ کی شکل تھا لیکن خیمہ اس لئے نہیں کہتے کہ کپڑے کا نہیں تھا بلکہ کھجور کی ٹہنیوں کا تھا۔ تو عریش اس کو عربی میں کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود عریش میں تشریف لے گئے۔ اوپر ٹیلے پر جو چھپر بنا ہوا تھا۔ اور ابوبکر صدیقؓ وہ بھی ساتھ ہیں رفیق ہیں۔ جیسا کہ بادشاہ کے احکامات کمانڈر انچیف فوج کو پہنچاتے ہیں۔ کہ فلاں مورچے پر یہ کرو فلاں کو اتنے جہاز بھیجو۔ اتنے بم لے جاؤ۔ تو وہاں پر نبی کریمؐ کے احکامات کو ابوبکر صدیق پہنچاتے رہے کہ فلانے نے یہ کرنا ہے فلانے نے وہاں یہ کرنا ہے تو کمانڈر انچیف کے حیثیت سے ہیں گویا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس چھپر کے دروازے کے اوپر تلوار ہاتھ میں لئے کھڑے تھے۔ نبی کریمؐ تشریف لے گئے چھپر میں۔ تو دو رکعت نفل کے پڑھے۔ تو جنگ میں دوا بھی ہونی چاہئے اور دعا بھی ہونی چاہئے۔ دوا تو یہ کہ ظاہری اسباب میں جتنی قدرت اور طاقت تھی۔ وہ تین سو تیرہ آدمی۔ ان کو مورچوں پر کھڑا کر دیا۔ یہ ایک علاج ہے دوا ہے۔ لڑائی کے لئے۔ باقی فتح و شکست خدا کے ہاتھ میں ہے۔ تو خدا سے فتح مانگنی چاہئے۔ چاہے ہمارے پاس لاکھوں ٹینک کیوں نہ ہوں۔ ہزاروں ہوائی جہاز کیوں نہ ہوں۔ لاکھوں بم کیوں نہ ہوں۔ یہ سب کچھ ظاہری اسباب ہیں۔ ان کو جمع کرنا چاہئے۔ خدا کا حکم ہے:۔

واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل۔ خداوند کریم فرماتے ہیں کہ جتنی تمہاری طاقت ہو سکے اتنا سامانِ جنگ تم جمع کرو۔ دیکھئے نماز اہم چیز ہے لیکن دن میں پانچ وقت۔ حج مثلاً ایک اہم رکن ہے لیکن عمر بھر میں ایک دفعہ۔ روزہ سال بھر میں سے ایک مہینہ رکھنا ہے۔

اور زکوٰۃ بڑی بھلائی کی چیز ہے اور خدا کا حکم ہے۔ لیکن سال بھر میں ایک دفعہ دینا ہو گا۔ لیکن اسلام کے اس دشمن کے لئے۔ کافروں کے لئے سامانِ جنگ کتنا کرنا ہے؟ تو یہ نہیں فرمایا کہ ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک ہزار یا ایک لاکھ بلکہ خدا کا حکم ہے کہ تم تیاری کرو ما استطعتم جتنی بھی تمہاری طاقت ہے۔ اس طاقت کے مطابق تم تیاری کرو۔ دیکھئے یہ نہیں کہا کہ ایک ہزار ہوں دو ہزار ہوں دس ہزار ہوں بیس ہزار ہوں۔ نہیں جتنا بھی تم سامانِ جہاد جمع کر سکتے ہو کر لو۔ وہاں پر تو بالفعل تین سو تیرہ آدمی تھے۔ تو ان تین سو تیرہ کے لئے مورچہ بندی فرمائی میدانِ جنگ میں۔ لیکن اصل فتح جو ہے وما النصر الا من عند اللہ العلی الحکیم۔ اتنا موقع نہیں ہے کہ آپ کے سامنے تفصیل عرض کروں۔ ملائک آئے جنگ بدر میں ایک ہزار پھر تین ہزار آئے

پھر پانچ ہزار۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فرشتے جو تمہارے امداد کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ تم ان پر بھی بھروسہ مت کرنا۔ بلکہ خدا پر بھروسہ کرنا۔ ایک فرشتے کی طاقت اتنی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے ایک نعرہ لگایا ایک چیخ ماری تو قوم عاد کے لوگ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ اور ایک آواز میں اتنا اثر ہے۔ اور انگلیوں کے سرے پر سدوم کا جو علاقہ ہے جس میں چھ لاکھ کی آبادی تھی جبرائیل علیہ السلام نے انگلیوں سے اٹھایا اور آسمان تک لے گئے۔ وہ مکانات آباد اٹھائیں اور پھر وہاں سے الٹا کر کے پٹخ دیا ساری قوم لوط تباہ ہوئی۔ تو فرشتوں کی طاقت کتنی بڑی ہے؟ وہ تو اللہ کو معلوم ہے۔ بہت بڑی ہے۔ ایک عزرائیل علیہ السلام سب کے روح قبض کرتا ہے یا نہیں؟ لیکن ان فرشتوں کو اللہ نے مدد کے لئے بھیج کر بھی صحابہؓ کو یہ سبق سکھلا دیا کہ دیکھو کہ فرشتے جو تمہاری پشت پر ہیں امداد کے لئے یہ لڑیں گے نہیں لڑو گے تم۔ جیسا کہ ہمارے ہاں فرض کیجئے ایک پولیس والا ایک گاؤں کو جاتا ہے تو اس کی طاقت ظاہر بات ہے ایک آدمی کی ہے لیکن وہ جا کر محلے کے سب لوگوں کو ہتھکڑیاں پہنا کر لاتوں سے مارتا ہے اور اسے لے جاتے ہیں۔

کیوں؟ اس میں اتنی طاقت کہاں سے آئی؟ اس لئے کہ اس کی پشت پر حکومت ہے۔ تو عوام بھی جانتے ہیں کہ یہ ایک سپاہی یا ایک افسر ہے۔ اس کو ہم مار بھی سکتے ہیں۔ قید کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ سب کی پٹائی کر رہا ہے اس وجہ سے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ایک سپاہی ہے لیکن اس کے پشت پر حکومت پاکستان ہے۔ اگر ہم اس کو ماریں گے۔ بے ادبی کریں گے۔ قتل کریں گے۔ تو سارے حکومت کی فوجی طاقت بم۔ ہوائی جہاز اور فوج ہماری خلاف استعمال میں آئے گی۔ اس لئے تمام عوام سر نیچے کئے ہوئے ہیں۔ کہ ٹھیک ہے۔ اسی طریقے سے بدر میں فرشتے جو آئے وہ لڑتے نہیں۔ اس لئے کہ لڑنا تو اللہ کو یہ منظور تھا کہ یہ کافر مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوں۔ یہ اللہ کا حکم تھا۔ اگر وہ فرشتوں سے کام لیتا تو یہ ہمیشہ عزرائیل علیہ السلام ارواح کو قبض کر لیتا ہے۔ تو کافر بھی کہتے۔ کہ یہ تمہاری کیا بہادری ہے۔ یہ تو فرشتوں نے ہمیں قتل کر دیا۔

تو فرشتوں کو پسِ پشت رکھا۔ کس لئے؟ کہ سختی کے موقعہ پر تم امداد ان کی کرو گے۔ ورنہ اتنا کافی ہے کہ موجود رہیں تو جرأت اور دلاوری ان کے دلوں میں پیدا ہو گی۔ خداوند کریم کی فوج فرشتے ہمارے پشت پر موجود ہیں۔ لیکن میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ خداوند کریم نے ایسے موقع پر بھی یہ فرمایا کہ دیکھو یہ سامانِ جنگ جو ہے چونکہ یہ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ ہر چیز کے لئے اسباب ظاہر یہ بھی اللہ نے فرمائے۔ تم اسباب ظاہر کو حاصل کرو جمع کرو۔ لیکن اعتماد مسبب الاسباب پر کرو۔ اعتماد اللہ پر کرو۔ یہاں بھی سبب بتا دیا۔ کہ کثرت کے اوپر یا قلت کے اوپر یا کمی سامان یہ چیزیں جو ہیں ان کو چھوڑیئے۔ اور وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔ امداد خدا کی طرف سے ہے جو غالب ہے اور حکمت کا مالک ہے۔ کونسے موقعہ پر کس کو غلبہ دینی چاہئے۔

اس پہ وہ حکیم جانتا ہے۔ تو جہاں میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک ظاہری نظام ہے میدانِ جنگ کا۔ تو ظاہری نظام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو مکمل کر لیا۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اگر ہمارے اوپر موقعہ جہاد آ جائے تو ظاہری نظام کو بھی جمع کرنا چاہیئے۔ اسباب اور اسلحہ کو جمع کرنا چاہیئے۔ لیکن بھروسہ اور اعتماد اس پہ نہ کریں کہ ہمارے پاس بڑے توپیں ہیں۔ بہت سے ہوائی جہاز ہیں۔ بہت سا فوج ہے تو ہم غالب ہوں گے یہ کوئی ضروری تو نہیں۔ غلبہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کے اوپر بھروسہ رکھو۔ حضورؐ نے توحید کا سبق دے دیا۔ کہ ایسے وقت میں تمہیں اللہ پہ اعتماد کرنا چاہیئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنا پہ فوج کے لئے مورچے بھی تیار کئے۔ اور پھر اس کے بعد خیمے میں تشریف لے گئے۔ اس چھپر میں۔ اور نماز دو رکعت نفل کی نیت سے شروع کی۔ تو ان دو رکعتوں میں کافی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ٹیلے کے پیچھے لڑ رہا تھا دشمن کے ساتھ۔ میں نے دس پندرہ منٹ لڑائی میں جو گزارے تو وہ تو عاشق ہیں تو دل میں آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لوں۔ تو میں جلدی سے آیا خیمے کی طرف۔ دیکھتا ہوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں پڑے ہیں اور یہ فرماتے ہیں یا حیُّ یا قیوم۔ یا حیُّ یا قیوم۔ یا حیُّ یا قیوم اغثنا۔ اے اللہ۔ اے زندہ اللہ۔ اے منتظم۔ اے انتظام کرنے والے اللہ۔ تو ہماری امداد فرما۔ یا حی یا قیوم اس کا ورد فرماتے رہے سجدے میں۔

فرماتے ہیں پھر میں گیا میدان جنگ۔ وہاں لڑائی کرتا رہا۔ پھر واپس جب آیا۔ دیکھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی سجدے میں پڑے ہیں اور فرماتے ہیں یا حی یا قیوم۔ پھر تیسرے دفعہ آیا تو تیسرے دفعہ آ کر دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں اور دعا بھی ایسی کہ کبھی اپنے سر مبارک کو سجدے میں زمین پہ رکھا۔ اور کبھی ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں اور دعا کر رہے ہیں۔ اس دعا کے کلمات نہایت تضرع اور عاجزی کے ہیں۔ اس کو آپ سن لیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ کہ دو رکعت نماز کے بعد نبی کریمؐ نے میدانِ بدر میں اس ٹیلے کے اوپر چھپر میں جو دعا فرمائی کہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انشدك عهدك ووعدك۔ اے اللہ میں آپ کی عہد اور آپ کے اس وعدہ کی ایفا کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ میں آپ کے درگاہ میں درخواست کرتا ہوں۔ کس چیز کی؟ اس چیز کی کہ آپ اپنے وعدے اور اپنے عہد مبارک کو ہمارے حق میں پورا فرما دیں۔

دیکھئے نا۔ اللہ کی شان جلال اور عظمت انتہائی درجے کی عظمت کے مالک ہیں رب العزت، انتہائی جلال کے مالک ہیں۔ ٹھیک ہے؟ ہم سب لوگ مجبور ہیں۔ اور ہمارے اوپر جابر اللہ جل جلالہ ہیں لیکن خداوند تع

کسی سے مجبور نہیں اور نہ وہاں کوئی طاقت ہے کہ وہ اس پر جبر کر سکے اور نہ کسی کی طاقت ہے کہ وہ خدا سے
پوچھے۔ کہ یا اللہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْن۔ خدا جو کام کرتا ہے اس سے
کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں کیا۔ یہ تو حکومت کا کام ہے اور اللہ حاکم ہے۔ وہم یسئلون۔ ہم ان سے سوال کرتے
ہیں۔ اِنَّ اللہ ہو الغنیُّ الحمید۔ اللہ بے نیاز بادشاہ ہے اور صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے تو اللہ غنی
ہے۔ اب یہاں پر جو وعدہ مختلف آیتوں میں مثلاً وَ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا کلمہ یعنی حکم ہم نے پہلے سے مقرر کر دیا ازل میں اپنے بندوں کے جو پیغمبر ہیں۔ ان
کے حق میں کہ ہماری طرف سے ان کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ انّ جندنا لہم الغالبون اور فرمایا انہم
لہم المنصورون۔ یہ جماعت جو پیغمبروں کی ہے یہ غالب ہوں گے۔ ان کی امت غالب ہو گی۔ مسلمان غالب
ہوں گے۔ اور یہ بھی ہے کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون
اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ڈرو مت یہ کافر دنیا بھر کے کافر جو ہیں چاہے وہ روس ہو۔ چاہے وہ
مغربی یورپ ہو۔ چاہے مشرق میں ہندوستان اور ہندوؤں کے ساتھ کروڑ افراد ہوں۔ چاہے کوئی بھی کافر ہو
یہ لوگ چاہتے ہیں کہ پھونکوں سے وہ اسلام کے نور کو بجھا دیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ پھونکوں سے اس نور کو بجھا دیں
ان کے یہ بم یہ اسلحہ اور یہ فوج اس کے بارہ میں خداوند کریم فرماتے ہیں۔

یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواہہم یہ تو پھونک ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اللہ دنیا بھر میں اسلام کو پھیلائے گا۔ اسلام کو پہنچائے گا۔ دین کی اتمام
اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کافر چاہے ناخوش ہوں۔ چین والے خوش
ہوں یا ناخوش ہوں۔ روس خوش ہو یا ناخوش ہو۔ امریکہ خوش ہو یا ناخوش ہو۔ لیکن اللہ فرماتے ہیں میں اپنے
بندوں کی امداد کروں گا۔ اور یہ دین دنیا کے کونے کونے تک پہنچاؤں گا۔ وعدہ ہے۔ اسی طریقے سے وعدہ ہوا
واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین اللہ نے وعدہ فرمایا کہ دو طائفوں میں تمہیں ایک طائفہ ملے گا

یا ابو سفیان جو تجارتی قافلے کے ساتھ تھا۔ یا ابو جہل جو ایک ہزار فوجیوں کی کمان کر رہا تھا۔ ان دو طائفوں میں
ایک طائفہ تمہیں ہم ضرور دیں گے۔ لیکن یہ یقین یہاں پر۔ دیکھئے نا۔ اول تو یہ دیکھئے کہ کوئی مکان۔ یا زمان کی
تعیین اس آیت میں نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ میں افسر بھی موجود ہیں
میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کا ملازم یا تحت جو ہے کیا وہ ڈی سی سے کہہ سکتا ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں
کیا؟ یہ پوچھ سکتا ہے۔ کبھی نہیں پوچھ سکتا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ کبھی ان کا افسر بالا ہو وہ پوچھے۔ یہاں سوال آتا ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے امداد کے متعلق وعدہ فرمایا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ مقام ربوبیت جو اللہ کی شان ہے۔ شہنشاہ اور مالک الملک اور تمام بادشاہوں کا بادشاہ ان سے کوئی یہ تو پوچھ نہیں سکتا کہ یا اللہ تو نے ہمیں کیوں یہ شکست دے دی۔ کیا کوئی ان سے پوچھ سکتا ہے؟ پھر اللہ کی شان بے نیازی کی شان ہے۔ ان اللہ ھو الغنی الحمید اللہ بڑا بے نیاز ہے۔ اللہ کی حکومت کی جلال اور ہیبت اتنی ہے۔ دنیا کی حکومت کی افرا فراس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

حقیقت یہ ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ جل مجدہ کے عبد کامل ہیں۔ تو ان کو خدائی شان معلوم ہے۔ کہ خدا کی شان کتنی بڑی اونچی ہے۔ اس لئے وہاں پر ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم اعتراض کریں۔ یہ پوچھیں خدا سے کہ یہاں یہ مسلمان کیوں شہید ہو گئے۔ اور یہ کام کیوں ہوا۔ یہ کوئی پوچھ سکتا ہے نہیں پوچھ سکتا۔ تو مقام ربوبیت اور اس کی جلال اور ہیبت عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے سامنے انتہائی تضرع اور عاجزی اختیار کی جائے۔ دیکھئے نا۔ یہاں پر اتنی بات بھی سمجھ لیجئے۔ اگر کسی بادشاہ یا وزیر اعظم جو ملک کا ہو جس کے ہاتھ میں خزانہ بھی ہے فوج بھی ہے اور اسلحہ بھی ہے اور وہ ایک منٹ میں اگر حکم دے دیں کہ اس بستی پر بم باری کرو۔ تو سب کو ختم کر دیں۔ کر سکتے ہیں۔ ایسے بادشاہ کے سامنے ایک وزیر اعظم جب آتا ہے تو اس کے سامنے کیکپی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ کرسی سے دس گز دور کھڑا رہتا ہے۔ اور جی حضور اور لبیک سے وہ بات بھی اگر کرتا ہے تو کپکپاتا ہوا اور لرزتا ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وزیر کو یا اس کمانڈر انچیف کو اگرچہ اس کے قبضے میں فوج ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں جس ذات کے سامنے کھڑا ہوں اس کی کتنی طاقت ہے۔ اس کے قبضہ میں کتنی چیزیں ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ اگر میرے متعلق اب حکم دے دے کہ اس کو قتل کر دو۔ تو مجھے قتل کر دیں گے۔ اگر میرے متعلق یہ حکم کر دیں کہ جاؤ تم معزول ہو۔ تو معزول ہو جاؤں گا۔ اس کے سامنے جو کھڑا ہے تو اس کی عظمت وہیبت اس کے دل میں ہو گی۔ تو یہاں خوف اور ہیبت ہو گی۔ تو وہاں سے کلمات بھی عاجزی کے تضرع کے ادب کے ظاہر ہوں گے۔ اور نہایت انکساری سے بات کرے گا۔ یا خاموش رہے گا۔ کیوں؟ اس کو علم ہے طاقت کا۔ اور فرض کیجئے۔ ایک چھوٹے بچے کو آپ لائیں۔ بادشاہ کے گود میں آپ اس کو بٹھا دیں تو وہ بچہ کیا جانتا ہے کہ یہ بادشاہ ہے ملک کا اور اس کے ہاتھ میں فوجی طاقت ہے اور سامان ہے اور وہ مجھے اور تمام خاندان کو قتل کر سکتا ہے۔ بچہ اس چیز کو نہیں سمجھتا۔ اسے اس کے گود میں آپ بٹھائیں تو بچہ بادشاہ کی داڑھی کو نوچے گا۔ نوچتا ہے یا نہیں۔ وہ پیشاب کرے گا جھولی میں۔ اور وہ تھپڑ مارتا ہے بادشاہ کے چہرے پر۔ چھوٹا بچہ ہے۔ دو ڈھائی سال کا۔ اس کو یہ خیال نہیں ہے اور نہ یہ سمجھ ہے کہ میں کس کی جھولی میں ہوں اور یہ ہے کون؟ اور اس کی طاقت کتنی ہے تو وہ عظمت اور ہیبت اس کی دل میں نہیں آتی۔ اس لئے کہ اس کو علم نہیں ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء تو جس کا علم زیادہ ہو گا وہ اللہ سے زیادہ ڈرے گا ـــــ تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ کی اوپر سب سے زیادہ ہے۔ توجب سب سے زیادہ ہے تو سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے ہیں کہ یا اللہ یہ جماعت جو ہے کہ اگر ان شئت لم تعبد انتہائی تضرع کی دعا ہے۔ یا اللہ اگر یہ میرے ساتھی مسلمان صحابہ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جہاد میں ہیں۔ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہیں ہوگی آئندہ کے لئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جتنے لوگ ہیں اگر یہ شہید ہو جائیں تو ظاہر بات ہے ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں۔ بدریین کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اگر یہ لوگ شہید ہوگئے تو پھر قیامت تک تیری عبادت روئے زمین پر کوئی بھی نہیں کرے گا۔ اس لئے کہ یہ امت آخری امت ہے۔ اور یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آخری امت اور آخری نبی اگر میدان بدر میں شہید ہو جائے تو پھر آئندہ لوگوں کو کلمہ سکھانے والا۔ احکام دین سکھانے والا کوئی ہوگا احکام دین سکھانے والا تو پیغمبر ہوتا ہے۔ جن کے پاس وحی آتی ہے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی پیغمبر آنے والا نہیں۔ توجب پیغمبر نہیں ہوگا۔ اور امت یہی ہے کہ جتنے شہید ہوگئے تو پھر آئندہ کے لئے قیامت تک اللہ کی عبادت کون کرے گا۔ کوئی بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ پیغمبر شہید ہوگئے۔ تو مسلمان ختم ہوگئے۔ اور دوسرا پیغمبر قیامت تک آنے والا نہیں۔

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین توجب پیغمبر نہیں ہوگا تو امت کہاں سے آئے گی۔ پھر دین کی عبادت اور سبق یہ کون سکھائے گا۔ کوئی بھی نہیں۔ یا اللہ یہ کتنی عاجزی کی دعا ہے۔ یا اللہ اگر تو اس میری ٹولے کو میری جماعت کو اس میدان بدر میں شہید کردے تو تیری عبادت قیامت تک پھر نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ یہی تو مسلمان ہیں۔ یہ ختم ہوگئے اور نبی کریم میں ان میں شریک ہیں وہ بھی شہید ہوگئے تو پھر دین سکھانے والا کون ہوگا۔ دین کس کے پاس آئے گا۔ کوئی بھی نہیں ہوگا۔ تمام دنیا روئے زمین کافر ہو جائے گی۔ اور کوئی بھی اللہ کا عابد نہیں رہے گا۔ یا اللہ تیری عبادت زمین کی اوپر جاری رہے یہ تمنا ہے۔ اور ہم یہ کرتے ہیں کہ میری ساتھیوں کو محفوظ رکھ تاکہ تیری عبادت ہوتی رہی۔

دیکھئے یہاں پہ ایک بات اور بھی عجیب ہے۔ یہ نہیں کہا۔ کہ یا اللہ میرے ساتھی زندہ رہیں تاکہ زمین کو آباد کریں۔ تاکہ یہ قلعوں کو آباد کریں۔ تاکہ یہ اپنے شہروں کو آباد کریں۔ یہ نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ ہم زندہ چاہتے ہیں عبادت کے لئے۔ تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی دعا کرتے ہیں تو عبادت کے لئے کہ یا اللہ ہم آپ عبادت کریں اس کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ مرض سے چھٹکارا مل جائے۔ غریبی سے چھٹکارا مل جائے۔ تاکہ تیری عبادت کریں۔ نکتہ سمجھ میں آگیا۔

یہاں پر ایک شبہ آپ کر سکتے ہیں۔ وقت تو ہے نہیں۔ تو یہ شبہ ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہ مسلمان جو بدر میں ہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان میں شامل ہے اگر یہ شہید ہو گئے تو پھر تیری عبادت نہیں ہوگی۔ تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جنات تو ہیں۔ تو یہ عبادت کریں گے۔ اگر بنی آدم مسلمان انسان ختم ہو گئے تو جنات تو موجود ہیں وہ عبادت کریں گے۔

ان شئت لم تعبد کیسا ہوا۔ تو اس کا جواب ظاہر بات ہے کہ دیکھو یہ جنات جو ہیں نا یہ ٹھیک ہے۔ کہ ان میں بڑا فرق مسلمانوں کا بھی موجود ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لیکن جنات میں پیغمبر نہیں ہے۔ جنوں میں اللہ نے پیغمبر نہیں بھیجا۔ اور تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن مجید کو اپنے بندے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تاکہ تو تمام عالم کے لئے ڈرانے والا بن جائے۔ تو للعالمین۔ عالم کہتے ہیں ماسوا اللہ کو۔ تو جن بھی عالم ہے۔ تو جن کا نذیر و بشیر کون ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خدانخواستہ میدان بدر میں شہید ہو گئے تو جن کو سبق کون سکھائے گا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارے اس سبق میں کتنے جنات طالب علم شریک ہیں۔

حقیقت یہ ہے جنات مساجد میں بھی اور اسباق میں بھی اور جو مسلمان ٹولہ ہے ان کا۔ وہ دین کی اشاعت کرتے ہیں اور ان میں مسلمان ہیں۔ لیکن یہ سبق جو انہوں نے سیکھا ہے کس سے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور پھر صحابہ سے تو اگر صحابہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں شہید ہو جاتے۔ ختم ہو جاتے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جنات میں بھی کوئی مسلمان نہ ملتا۔ کیونکہ جنات کو ہدایت کرنے والا تبلیغ کرنے والا کون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انسان پیغمبر۔ اور انسانوں میں تو کوئی رہا نہیں ہادی رہنما۔

ایک سوال اور ہے وہ یہ کہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اگر شہید ہو جاتے تو اس وقت میں آپ کہتے ہیں کہ کوئی عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو ملائکہ تو ہیں۔ اور یہ انشاء اللہ حدیثوں میں پڑھ لیں گے۔ کہ یہ تمام آسمان کتنے ہیں اور زمین پر بھی چار انگلی کے برابر جگہ کوئی خالی نہیں ہے کہ جہاں فرشتہ نہ ہو۔ کوئی قیام میں ہے۔ کوئی رکوع میں۔ کوئی سجدے میں۔ اور زمین کے اوپر بھی ملائکہ موجود ہیں۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں طالب علمانہ سوال ہے۔ اب بھی حدیثوں میں ہیں کہ فرشتے جو سجدوں میں ہیں وہ ہمیشہ سجدوں میں پڑے رہیں گے۔ جو رکوع پر ہیں وہ رکوع پر جو قیام پر ہیں یا جو ڈیوٹی ان کی سپرد ہے اس ڈیوٹی پر وہ عامل ہیں اور خداوند کریم فرماتے ہیں کہ فرشتے یفعلون ما یؤمرون وہ جو حکم ان کو ملتا ہے وہی کرتے ہیں۔ لا یعصون اللہ ما امرھم خدا کے حکم کے خلاف بالکل نہیں کرتے۔ ہم انسان تو مخالفت کرتے ہیں نا۔ کبھی نماز نہیں پڑھتے۔ کبھی اور بے دینی کر لیتے ہیں۔ لیکن فرشتے قطعاً مخالفت نہیں کرتے۔ وہ جو حکم ان کو ملتا ہے وہی

حکم بجالاتے ہیں۔ تو وہ عبادت کریں گے۔ سوال سمجھ گئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دیکھو ایک ہوتا ہے طبعی کام۔ طبیعت کا تقاضا ہوتا ہے۔ اور ایک ہوتا ہے وہ امر جو غیر طبعی ہو۔ غیر طبعی کا معنی یہ ہے۔ کہ طبیعت نہیں چاہتی ایک کام کو اور آپ اپنے نفس سے وہ کام کرنا چاہتے ہیں اس کو کہتے ہیں غیر طبعی۔ تو دیکھئے نا۔ فرشتے جو ہیں۔ اس کو یہ مطیع ہیں اور فرماں بردار ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اور ذرہ برابر نافرمانی ابتداء سے لے کر آخر تک کسی وقت میں وہ ذرہ نافرمانی نہیں کرتے۔ لیکن ان کے اطاعت یہ طبعی ہے ان کی طبیعت ہے۔ ہمارے ساتھ نفس لگا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ خواہشات نفسانی موجود ہیں۔ ہمارے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے۔ ہماری طبیعت جو ہے وہ آزادی چاہتی ہے۔ فرشتوں کے ساتھ نفس نہیں۔ شیطان ان کے ساتھ نہیں۔ طبعی خواہشات ان کے کچھ نہیں۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ فرض کیجئے ہم سب بیٹھے ہیں۔ ہم سانس لیتے ہیں۔ بغیر سانس کے تو زندگی محال ہے۔ دن بھر رات بھر سانس لیتے ہیں۔ تو یہ عبادت ہے۔ اس پر آپ کو کتنا ثواب ملے گا۔ ہاں جی۔ آپ کہیں گے کہ ذرہ برابر ثواب بھی نہیں ملے گا۔ سانس جو میں لے رہا ہوں۔ جس پر میری زندگی کا مدار ہے تو ہوا جو ہے وہ سانس رات دن سوئے بھی سانس۔ لحاف اوڑھے ہوئے بھی سانس لیتے ہیں۔ طبیعت کا تقاضا ہے یا کوئی اور؟ کسی نے حکم دیا ہے کہ تم سانس لو۔ بلکہ طبیعت ہے۔ یہ طبعی امر ہے۔

یہ پانی جو ہے۔ یہ آگ کو بجھاتا ہے۔ یہ طبعی امر ہے۔ یہ طبیعت کا تقاضا ہے۔ تو طبعی امر انسان جو کرتا ہو۔ فرض کیجئے اوپر سے ایک آدمی گر رہا ہے وہ نہیں چاہتا کہ میں مر جاؤں۔ لیکن زمین تک آئے گا وہ مر جائے گا یہ حرکت اس کی طبعی ہے یا اختیاری؟

طبعی حرکت ہے چونکہ بوجھل اور ثقیل چیز جو ہے وہ اوپر سے نیچے آتی ہے تو طبعی امور کو عبادت نہیں کہا جاتا۔ سانس لینے میں ہمیں کوئی عبادت نہیں۔ بھوک اگر لگی اور ہم نے کھا لیا۔ فرض کیجئے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ نیت اچھی کر دو۔ کہ یہ رزق اس لئے کھاتا ہوں کہ میں اللہ کی عبادت کروں۔ اس نیت کی وجہ سے آپ کو ثواب ملے گا۔ ورنہ یہ تمام کافر کھانا کھاتے ہیں۔ تو یہ طبعی تقاضا ہے۔ یہ پانی بھی پیتے ہیں تمام کافر روئے زمین پر۔ یہ طبعی تقاضا ہے۔ وہ کوئی حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پیاس انہیں لگی ہے۔ بھوک انہیں لگی ہے۔ یہ طبعی امور ہیں تو اسی طریقے سے سمجھئے کہ مکلف اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس کو خلاف طبع ایک امر بتایا جائے۔ ہماری طبیعت چاہتی ہے کہ ہم لیٹ جائیں۔ سبق نہ پڑھیں۔ ہماری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ ہم نماز نہ پڑھیں آرام سے پڑے رہیں۔ اب طبیعت تو یہ چاہتی ہے لیکن خدا کا حکم ہے کہ اقیموا الصلوٰۃ اٹھو نماز پڑھ لو۔ اٹھو تم سبق پڑھ لو۔ یہ عبادت ہو گیا۔ مکلف ہو گیا۔ اس کا نام تکلیف ہے۔ ہم مکلف ہیں انسان کی طبیعت، انسان کی خواہش انسان کا تقاضا الگ۔ اور خدا کا حکم جو ملے اس حکم کو بجالانے سے وہ

عبادت ہوا۔ اس کو عبادت کہتے ہیں۔ تو فرشتے مکلف ہیں یا غیر مکلف؟ نہ ان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے۔ نہ ان کے ساتھ نفس ہے۔ نہ ان کی کھانے پینے کی کوئی ضرورت ہے۔ نہ ان کے خواہشات نفسانی ہیں جیسے انسان کے ہیں۔ تو وہ جو کچھ عبادت رات دن کرتے ہیں وہ طاعت ہے نام اس کا عبادت رب نہیں رکھتے۔ بلکہ طاعت رب کہیں گے۔ یفعلون ما یؤمرون۔ لیکن چونکہ وہ مقتضٰی ان کی طبیعت ہے۔ خدا نے فرشتوں کی طبیعت ایسی پیدا کی۔ جیسا ہم سانس لیں۔ اور طبیعت ہماری سانس لیتی ہے اور بلا عدد اور بلا شمار اس طریقے سے لیتے ہیں یہ تو طاعت جو ہے وہ بھی طبعی ہے تو وہ مکلف نہیں۔ سمجھ میں آگیا۔ فرشتے مکلف نہیں۔ مکلف اس کو کہتے ہیں کہ جس کے طبیعت کے خلاف حکم دیا جائے۔ ان کے طبیعت کے خلاف حکم ہے کوئی؟ ان کے پاس نفس نہیں ہے شیطان نہیں ہے۔ خواہشات نہیں ہیں۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں ایسے کہ جیسے ہم سانس لیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ حضورِ اقدس ﷺ نے جو فرمایا کہ تیری عبادت نہیں ہوگی تو فرشتے ٹھیک ہے کہ سجدے میں بھی ہیں رکوع میں بھی ہیں، قیام میں بھی ہیں وہ ڈیوٹی پہ لگے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کا نام ہم عبادت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ وہ مکلف نہیں یہ تو ان کے طبیعت کا تقاضا ہے وہ جو کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ مسلمان اگر بدر میں شہید ہو جاتے تو فرشتے عبادت کرتے۔ تیسری ایک بات ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر ہیں ۔ اور انشاء اللہ آخری دور میں وہ دنیا کو تشریف لائیں گے اور کافروں کے ساتھ مقابلہ کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں۔ تو حیات عیسیٰؑ کے ہم قائل ہیں تو آپ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ چلو یہ بدر میں اگر وفات ہو جاتے اور ختم ہو جاتے تو عیسیٰ علیہ السلام عبادت کرے گا۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فرماتے ہیں کہ یا اللہ اگر یہ شہید ہو گئے تو تیری عبادت دنیا سے مٹ جائے گی۔ تو عیسیٰ علیہ السلام موجود ہیں وہ عبادت کریں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں لفظ موجود ہے۔ لا تعبد فی الارض۔ حدیث میں لفظ موجود ہے۔ یا اللہ روئے زمین پر کوئی عبادت کرنے والا نہیں ہوگا۔ تو عیسیٰ علیہ السلام تو چونکہ آسمان پر ہیں۔ تو وہ اگر عبادت کرتے ہیں تو آسمان پہ۔ اور آپ نے فرمایا روئے زمین پر کوئی نہیں رہے گا۔

اب اس کے بعد پھر تضرع۔ تو انشاء اللہ پھر بیان کروں گا۔ وقت پورا ہو گیا ہے۔

دعواتِ حق جلد اوّل دستیاب ہے

ہم نہایت مسرت سے اعلان کرتے ہیں کہ بالآخر حضرۃ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے خطبات و مواعظ افادات و علوم پر مشتمل عظیم الشان ذخیرہ دعواتِ حق جلد اوّل جو عرصہ سے ناپید تھی اب دوبارہ شائع ہونے کے بعد دستیاب ہے۔ جلد اوّل یا دونوں جلدیں بعجلت طلب فرمادیں ورنہ کئی سالوں تک ممکن ہے انتظار کرنا پڑے۔ قیمت جلد اوّل ۴۵/- روپے جلد دوم ۲۴/- روپے۔ ملنے کا پتہ: مؤتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔

اعلیٰ بناوٹ

دلکش وضع

دل فریب رنگ کا

حسین امتزاج

دنیا کے مشہور

SANFORIZED

REGISTERED TRADE MARK

سنفورائزڈ پارچہ جات

سکڑنے سے محفوظ

۲۰ ایس سے ۸۰ ایس کی سوت کی

اعلیٰ بناوٹ

گل احمد ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

ستار چیمبرز

۲۹- ویسٹ وہارف کراچی

ٹیلیفون

۲۳۳۹۹۳ ، ۲۳۸۰۰۵

۲۲۵۵۳۹

تار کا پتہ :- آباد ملز